

دین حق

اسلام، ایمان اور احسان

۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ

تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ. (مسلم، رقم 93)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن جب کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انتہائی سفید کپڑوں اور نہایت سیاہ بالوں والا شخص نمودار ہوا ہے، اُس پر نہ سفر ہی کے کوئی آثار تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اُسے پہچانتا تھا۔ (وہ آگے بڑھا) یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا اور اُس نے اپنے دونوں ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوں پر رکھ دیے اور بولا اے محمد مجھے بتائیے کہ اسلام کیا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز کا اہتمام رکھو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر استطاعت حاصل ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔ وہ بولا آپ نے صحیح کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمیں اُس پر تعجب ہوا کہ وہ آپ نے پوچھتا بھی ہے اور آپ کے جواب کی تصدیق بھی کرتا ہے پھر اُس نے پوچھا مجھے بتائیے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ، اُس کے فرشتوں، اُس کی کتابوں، اُس کے رسولوں اور یوم آخرت کو مانو اور تم (خدا کی جانب سے) اچھی اور بری تقدیر کو مانو۔ وہ (پھر) بولا، آپ نے صحیح کہا۔ پھر اُس نے پوچھا مجھے بتائیے کہ احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: (احسان یہ ہے) کہ تم اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو، اس لیے کہ اگر تم اسے نہیں بھی دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔

توضیح

یہ حدیث جبریل ہے، اس میں جبریل علیہ السلام نے لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض سوالات کیے ہیں۔ یہ سوال انھوں نے انسانی روپ میں ظاہر ہو کر لوگوں کی موجودگی میں آپ سے کیے تھے۔ حدیث کے ابتدائی حصے میں اسی بات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور پھر جبریل علیہ السلام کے سوالات کا ذکر ہے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ اسلام کیا ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں اسلام کو درج ذیل پانچ چیزوں پر مشتمل قرار دیا۔
۱۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ نماز کا اہتمام کرنا۔

۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔

۴۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

۵۔ اگر استطاعت حاصل ہو تو (زندگی میں ایک دفعہ) بیت اللہ کا حج کرنا۔

یہ پانچ چیزیں ارکان اسلام کہلاتی ہیں، جو شخص ان پر کاربند ہے وہ اسلام کا حامل ہے، یعنی یہی وہ چیزیں ہیں جو کسی شخص کے اسلام کو ثابت کرتی ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ایمان کیا ہے؟

اس کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو درج ذیل باتوں پر مشتمل قرار دیا۔

۱۔ اللہ کو ماننا

۲۔ اُس کے فرشتوں کو ماننا

۳۔ اُس کی کتابوں کو ماننا

۴۔ اُس کے رسولوں کو ماننا

۵۔ یوم آخرت کو ماننا

۶۔ اچھی اور بری تقدیر کو خدا کی جانب سے ماننا۔

ان میں سے پانچ چیزیں تو بالکل وہی ہیں جو قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں بیان ہوئی ہیں:

”یہ سب اللہ پر ایمان لائے، اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان لائے۔ (ان کا اقرار ہے کہ) ہم اللہ کے پیغمبروں میں سے کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم نے سنا اور سر اطاعت جھکا دیا۔ پروردگار، ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور (جانتے ہیں کہ) ہمیں لوٹ کر تیرے ہی حضور میں پہنچنا ہے۔“ (البقرہ ۲: ۲۸۵)

چھٹی چیز یعنی اچھی اور بری تقدیر کا خدا کی طرف سے ہونا۔ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی دو صفات علیم (ان اللہ بکل شیء علیم) یعنی وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ اور قدیر (ان اللہ علی کل شیء قدیر) یعنی وہ سب کچھ کر سکتا ہے کو ماننے کا لازمی

نتیجہ ہے، جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے چھٹے جزو کے طور پر بیان فرمایا ہے۔
 کسی چیز کو ماننا انسان کے دل کا عمل ہے۔ دل کا یہ عمل ہی وہ چیز ہے جس کا ظہور اُن پانچ باتوں کی صورت میں ہوتا ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سوال (اسلام کیا ہے؟) کے جواب میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے تحت جو باتیں آپ نے بیان فرمائی ہیں وہ دین کا ظاہر ہیں اور یہ چھ باتیں جو انسان کے دل کا عمل ہیں اور جنہیں آپ نے ایمان کے تحت بیان فرمایا ہے، یہ دین کا باطن ہیں۔
 تیسرا سوال یہ ہے کہ احسان کیا ہے؟

اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا کہ تم اُسے دیکھ رہے ہو، اس لیے کہ اگر تم اسے نہیں بھی دیکھ رہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے، جب کہ تمہیں یہ حقیقت معلوم ہے کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

دین پر عمل کرنے میں مطلوب رویے کا نام احسان ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں اپنے جواب سے یہ بات بالکل واضح کر دی ہے کہ یہ مطلوب رویہ اسی حقیقت کو متحضر رکھنے سے پیدا ہوتا ہے کہ خدا ہمیں دیکھ رہا ہے۔

دین — سرِ پائِ خیر خواہی

۲۔ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّينُ النَّصِيحَةُ قُلْنَا لِمَنْ؟ قَالَ لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَيِّمَةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ. (مسلم، رقم ۵۵، رقم مسلسل ۱۹۶)

تمیم داری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین خیر خواہی ہے۔ اللہ کے لیے، اُس کی کتاب کے لیے، اُس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور اُن کے عوام کے لیے۔

توضیح

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ دین انسان میں جو روح پیدا کرتا ہے وہ نصیح و خیر خواہی ہے۔ سچے دین دار آدمی کا وجود اپنے سے متعلق ہر شخص کے لیے سراپا خیر خواہی ہوتا ہے۔ وہ جیسے اپنے لیے خیر کی تمنا اور بھلائی کی آرزو رکھتا ہے اسی طرح وہ دوسروں کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ آپ نے یہ بتایا کہ اُس کی خیر خواہی کے دائرے میں خدا، اُس کا رسول اور اُس کی کتاب بھی آتی ہے اور مسلمانوں کے عوام اور اُن کے حکمران بھی آتے ہیں۔

خدا اور رسول کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی اس رزم گاہ خیر و شر میں انسان طاغوت کی مخالفت اور خدا اور اُس کے رسول کی نصرت کرے۔ کتاب اللہ کی خیر خواہی یہ ہے کہ وہ اس پر ایمان لائے، خود بھی اس پر کار بند ہو اور دوسروں کو بھی اس پر کار بند ہونے کی دعوت دے۔ عام مسلمانوں اور اُن کے حکمرانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ انسان ہر پہلو سے اور ہر حال میں اُن کا بھلا چاہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com